محمد اسحاق بھٹی

فتاویٰ عالمگیری

(۳)

عالمگیر کا کتب خانہ

اورنگ زیب عالمگیر بلند پایہ علمی ذوق کا مالک تھا۔ اس کا اپنا ذاتی کتب خانہ تھا جو اُس دَور کے مطابق بڑا وسیع تھا اور مختلف علوم و فنون سے متعلق کتابوں پر مشتمل تھا۔ فتاویٰ عالمگیریہ کی ترتیب و تالیف پر جو علما مقرر کیے گئے، وہ زیادہ تر اسی کتب خانہ سے مدد لیتے تھے۔ چنانچہ عالمگیر نامہ کا مصنف رقمطراز ہے:

"..... کہ جمعے از علمائے پیرایہ سر برا علی کتب معتبرہ و نسخ مبسوطہ آں فن را کہ در کتاب خانۂ خاصۂ شریفہ بروزگان از اطراف و اکناف عالم فراہم آمدہ جلوہ گاہ انظار تتبع ساختہ: از روئے تحقیق و تدقیق و خوض و غور انیق بجمع و تالیف آں مسائل پرداز ند ....." [1]

آگے چل کر لکھا ہے کہ جو علمائے کرام ترتیبِ فتاویٰ کا فرض انجام دے رہے ہیں، جہاں ان کے علمی مرتبہ کے مطابق ان کے لیے وظائف و عطایا کا انتظام کیا گیا ہے، وہاں انھیں بادشاہ کے کتب خانۂ خاص سے کتابیں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔ الفاظ یہ ہیں:

"..... وہمگی آں فریق بوظائفِ شائستہ و مواہب ارجمند کامیاب گشتہ بتقدیم آں امر مشغول شدند و از کتبے کہ تمشیت آں امر را در کار شود نسخ صحیحہ از کتاب خانۂ خاصۂ شریفہ بفضلا حوالہ رفت ....." [2]

عالمگیر کا یہ کتب خانہ اس کے آباء و اجداد کے زمانے سے چلا آرہا تھا اور مغلیہ خاندان کا ہر بادشاہ اپنے ذوقِ علمی کی روشنی میں اس کو ترقی دینے اور اس میں اضافہ کرنے کا شائق تھا۔ عالمگیر

---

[1] عالمگیر نامہ ص ۱۰۸۶　[2] ایضاً ص ۱۰۸۷

کے والد شاہ جہان کو بھی کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا اور یہی شوق عالمگیر کو بھی ورثے میں ملا، اور اس نے اپنے پیش روؤں کے اس کتب خانہ کو مزید وسعت دی۔ چنانچہ "ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے" میں "کتب خانے" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا گیا ہے، جس میں شاہانِ ہند اور شاہانِ مغلیہ کے کتب خانوں کے بارے میں خاصی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس مضمون میں "عالمگیر کا کتب خانہ" کے ضمنی عنوان کے تحت بتایا گیا ہے کہ عالمگیر نے اپنے سے پہلے حکمرانوں کے کتب خانہ میں مزید ترقی دی۔ مرقوم ہے:

"سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں اس کتب خانہ کو اور زیادہ ترقی ہوئی۔ اس کا ناظم محمد صالح تھا جو عیسیٰ خاں ترخان (سندھ) کا دوسرا لڑکا ہے اور مہتمم مہابت خان کا پوتا محمد منصور مقرر ہوا۔ اس کو مکرمت خاں کا خطاب بادشاہ نے عطا فرمایا۔ ۱۰۶۹ھ میں اس کے مہتمم سید علی الحسینی ہوئے، جیساکہ ایک کتاب (قرآن شریف) کی مہر سے ظاہر ہوتا ہے، جو اس وقت رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے کتب خانہ میں موجود ہے"[۵]

شیخ نظام برہان پوری

جیساکہ عالمگیر نامہ کے حوالے سے اوپر عرض کیا گیا، فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب و تالیف پر بہت سے علما و فقہا کو مقرر کیا گیا اور اس کا اہتمام اس دور کے مشہور عالم شیخ نظام برہان پوری کے سپرد کیا گیا اور انھی کے مشورہ سے اس عظیم کام کی انجام دہی کے لیے مختلف علما کو مامور و متعین کیا گیا۔ اس ضمن میں عالمگیر نامہ کے فارسی الفاظ کا ترجمہ پہلے دیا جا چکا ہے، اب اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:

...... وسرکردگی و اہتمام ایں مہم صواب انجام بفضیلت مآب شیخ نظام کہ جامع فضائل معقول و منقول است، تفویض یافت کہ کمرِ سعی و اجتہاد بتمشیت ایں امر بستہ، باتفاق سائر اہل فضل و دانش جمع و تالیف آں مسائل نماید و گروہے از فضلا و علما کہ در پایۂ اورنگ خلافت بودند، بداں شغل

---

[۵] ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے ص ۲۸۰، ۲۸۱ شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۳۸۳ھ (۱۹۶۳ء) (بحوالہ معارف اعظم گڑھ جلد ۱۴، ص ۴۲۲)

شریف مامور شدند و در اطراف و اکناف کشور فضل پیرو رہندوستان بہر جا کسے بسمت اشتہار و[1]
مہارت در علوم موسوم بود بموجب بر لیغ ہمایوں بجناب والاتے سلطنت حاضر آمدہ ۔۔۔۔۔۔"

مختلف تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین کا دائرہ بڑا وسیع تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ اس طویل فہرست میں کن کن خوش قسمت حضرات کے اسمائے گرامی مرقوم ہیں؟ اس کا جواب بہت مشکل ہے کسی تذکرہ میں بھی سب کے نام یکجا نہیں ملتے۔ بسیار تلاش و جستجو کے بعد جن علما کے نام ملے ہیں، ان کے متعلق مفصل معلومات حاصل نہیں ہو سکے، جن بزرگوں کے نام اور ان کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو سکے ہیں وہ ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

اس ضمن میں سب سے پہلے شیخ نظام برہان پوری کا نام آتا ہے۔ عالمگیر نامہ میں ان کے بارے میں جو الفاظ تحریر کیے گئے ہیں، وہ آپ کے مطالعہ میں آ چکے۔ اب دیگر تذکرہ نویسوں کے جمع کردہ معلومات بیان کیے جا رہے ہیں۔ نزہۃ الخواطر میں ان سے متعلق جو کچھ مرقوم ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

"شیخ عالم، فقیہ نظام الدین حنفی برہان پوری، اکابر فقہائے حنفیہ اور ان کے مشہور علما میں سے تھے۔ ان کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جو علوم میں متبحر کامل تھے اور جنھوں نے تحریرِ مسائل، نقلِ احکام اور جید اندازِ فتویٰ نویسی میں خاص طور پر نام پیدا کیا۔ قاضی نصیر الدین محدث برہان پوری سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ جب عالمگیر اپنے والد شاہجہان کی طرف سے بلادِ دکن میں والی کی حیثیت سے متعین تھا تو اس نے انھیں اپنے ساتھ وابستہ کر کے اپنے خاص ندیموں اور مشیروں میں شامل کر لیا۔ بعد ازاں فتاویٰ ہندیہ کی ترتیب و تدوین کا وقت آیا تو دیگر فقہائے حنفیہ کی خدمات حاصل کر کے اس کا اہتمام ان کے سپرد کر دیا اور ان فقہا میں سے چار کو اس انداز سے ان کے نائب مقرر کیا کہ فتاویٰ کے چار حصّے کر کے ان چار فقہا پہ تقسیم کر دیے گئے۔ ان میں سے ایک قاضی محمد حسین جونپوری محتسب، دوسرے سید علی اکبر اسعد اللہ خانی، تیسرے شیخ حامد جونپوری اور چوتھے مفتی محمد اکرم لاہوری تھے۔ شیخ نظام الدین نے اس خدمتِ جلیلہ کی انجام دہی کے لیے اپنی تمام مساعی وقف کر دیں۔ یہاں تک کہ اسے دو سال کی مُدّت میں مرتب کر دیا۔ اس کے نتیجے میں عالمگیر نے ان کے منصب میں بڑا اضافہ

[1] عالمگیر نامہ ص ۱۰۸۶

کیا اور انھیں اس زمانے کے تمام تکلفات اور ان مروجہ درباری تسلیمات سے جو بادشاہ کے ہاں حاضری کے وقت ضروری تھیں اور جنھیں "کورنش" سے تعبیر کیا جاتا تھا، مستثنیٰ قرار دے دیا۔

عالمگیر کے نزدیک شیخ نظام اس قدر اونچا علمی مرتبہ رکھتے تھے کہ وہ ان سے ہفتہ میں تین دن امام غزالی کی معروف تصنیف احیاء العلوم، فتاویٰ عالمگیری اور بعض کتبِ سلوک سے متعلق مذاکرہ کیا کرتا۔

شیخ نظام الدین پورے چالیس سال عالمگیر سے وابستہ رہے اور اسّی سال سے زیادہ عمر پائی۔ ان کے ایک لڑکے عبداللہ تھے جنھوں نے اپنے باپ (شیخ نظام الدین) سے تعلیم حاصل کی اور اپنے زمانے میں بڑی تکریم و فضیلت حاصل کی۔[51]

مولوی رحمان علی مرحوم تذکرہ علمائے ہند میں شیخ نظام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شیخ نظام الدین برہان پوری تلمیذ قاضی نصیرالدین برہان پوری، بمرتبۂ اعلیٰ کہ عالمگیر بنظم صوبہ دکن بعالمِ شہزادگی متعین بود، شیخ را باخود ملازم گرفتہ، شیخ قریب چہل سال بخدمتش ماندہ، بمنصب ہزار و پانصدی سرفرازی یافتہ، در فتاویٰ عالمگیری سعی فراواں نمود، از کورنش و دیگر تکلیفات معفو بود، باآنکہ سنینِ عمرش از ثمانین تجاوز کردہ در قویٰ تفاوت نداشت"[52]

[شیخ نظام برہان پوری، قاضی نصیرالدین برہان پوری کے شاگرد تھے۔ عالمگیر زمانہ شہزادگی میں پہلی مرتبہ صوبۂ دکن کے عہدۂ نظامت پر متعین ہوا تو شیخ نظام کو اپنے ساتھ وابستہ کر لیا۔ شیخ تقریباً چالیس سال اس کی خدمت میں رہے اور ایک ہزار پانسو کے منصب پر سرفراز ہوئے۔ انھوں نے فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب میں ازحد محنت و کوشش کی۔ کورنش اور دیگر تکلفاتِ درباری کی پابندی ان سے اٹھا دی گئی۔ باوجودیکہ عمر اسّی سال سے متجاوز ہو گئی تھی، قویٰ بالکل صحیح سالم تھے اور ان میں کوئی فرق نہ پڑا تھا]

محبوب الاحباب میں شیخ نظام الدین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عالمگیر ان سے بڑی تکریم

---

[51] نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۴۲۰

[52] تذکرہ علمائے ہند، ص ۲۴۲۔ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (۱۹۱۴ء)

سے پیش آتا تھا اور درباری آداب و تسلیمات کی تمام پابندیوں سے انھیں آزاد کر دیا تھا ۔ الفاظ یہ ہیں :

"از کورنش و دیگر تکالیف نوکری معاف بود"[1]

فرحۃ الناظرین میں لکھا ہے کہ شیخ نظام بڑے عالم شخص تھے، عالمگیر جب اپنے دورِ شاہزادگی میں دکن میں متعین تھا تو انھیں اپنے سے منسلک کر لیا تھا اور پھر کبھی الگ نہیں کیا ۔ شیخ موصوف اپنی خدا داد صلاحیتوں اور بہترین استعداد کی وجہ سے سلطنت کے اہم مناصب پر فائز ہوئے ۔

مرآۃ العالم میں بختاور خان رقم طراز ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب کے سلسلے میں علما کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض کی گئی :

"و سرکردگی ایں مہم اہم بقدوۂ انام شیخ نظام تفویض یافت ۔"[2]

مآثر عالمگیری سے واضح ہوتا ہے کہ عالمگیر شیخ نظام کی انتہائی تکریم کرتا تھا اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیتا تھا ۔

فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کے بارے میں مؤلف مآثر عالمگیری محمد ساقی ملقب بہ مستعد خاں لکھتا ہے :

"چوں ہمگی ہمت والا نہمت براں معروف بود کہ کافۂ اہل اسلام بمفتیٰ بہا مسائل علمائے مذہب حنفی عمل نمایند و مسائل مذکورہ در کتب فقہیہ بسبب اختلاف قضات و مفتیان با روایات ضعیفہ و اقوال مختلفہ اینہا مخلوط است و معہذا مجموع آں را ایک کتاب حاوی نیست و تا کتب بسیار فراہم نیاید و کس را استحضارے وافی و دستگاہے وسیع و تتبع کافی در علم فقہ نباشد استنباطے تواند نمود ۔ لاجرم عزم پادشاہ دین پناہ بدل مصمم شد کہ گروہے از علمائے مشہور و فضلائے معروف ہندوستان کتب مطولہ معتبر آں فن را کہ در کتاب خانۂ سرکار اقدس فراہم بود جلوہ گاہ انظار تتبع ساختہ استخراج مسائل مفتیٰ بہا نمودہ از مجموع آں نسخہ جامعہ ترتیب دہند تا ہم گناں را استکشاف مسائل معمول بہا بسہولت و آسانی دست دہد ۔

---

[1] محبوب الاحباب ص ۵۱۶ [2] مرآۃ العالم ص ۲۷۴

وسرکردگی این مہم اہم بقدوۂ فضلائے انام شیخ نظام تفویض یافتہ وہمگی آں فریق بوظائف شائستہ ومواہب ارجمند کامیاب گشتہ۔ چنانچہ قریب دو لک روپیہ صرف لوازم آں کتاب مستطاب کہ مسمّٰی بفتاویٰ عالمگیری است گردیدہ وجہانیاں را از سائر کتب فقہی مغنی شدہ"[1]

اس عبارت کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ باہمت بادشاہ کی یہ کوشش تھی کہ تمام اہل اسلام ان مسائل پر عمل کی دیواریں استوار کریں جو علمائے مذہب حنفیہ کے نزدیک مفتیٰ بہا ہیں اور چونکہ یہ مسائل فقہی کتابوں میں قاضیوں اور مفتیوں کے باہم اختلافات کی وجہ سے ضعیف روایات اور مختلف اقوال کے ساتھ خلط ملط ہوگئے ہیں اور یہ تمام فقہی ذخیرہ کسی ایک ایسی کتاب میں موجود نہیں جو تمام مسائل پر حاوی ہو، لہٰذا تاوقتیکہ بہت سی کتابیں فراہم نہ ہوں اور مطالعہ میں نہ آئیں۔ پھر ان پر کسی کو پورا استحضار، وسیع دستگاہ اور علم فقہ میں کامل مہارت نہ ہو، وہ مسائل مستنبط کرنے اور ان کے مطابق حکم دینے کا اہل نہیں ہوسکتا۔

بلاشبہ بادشاہ دین پناہ نے اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہندوستان کے مشہور علما اور معروف فضلا کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ سرکاری کتب خانہ میں جو کتابیں جمع کی گئی ہیں، ان کو سامنے رکھ کر مطولات فقہ کی معتبر ترین کتابوں سے ایسی کتاب مرتب کریں اور ان سے وہ مسائل منتخب کریں جو مفتیٰ بہا ہوں تاکہ لوگوں کو معمول بہا مسائل تلاش کرنے میں سہولت حاصل ہو۔ اس جماعت علما کی سربراہی و صدارت شیخ نظام کو تفویض کی گئی اور اس اہم کام کی انجام دہی کے لیے علمائے کرام کے مناسب وظائف اور معقول مواہب وعطیات مقرر کیے گئے۔ چنانچہ اس کتاب کی تدوین وترتیب میں دو لاکھ روپے صرف ہوئے اور کتاب معرض وجود میں آئی تو "فتاویٰ عالمگیری" کے نام سے موسوم ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب نے لوگوں (علما وطلبا) کو تمام کتب فقہ سے مستغنی اور بے نیاز کردیا۔

قاضی نصیر الدین برہان پوری

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ شیخ نظام برہان پوری کے مفصل حالات کہیں مذکور نہیں، جو کچھ معلوم ہوا وہ پیش کیا جارہا ہے۔ تذکروں میں ان کے استاذ قاضی نصیر الدین برہان پوری

---

[1] مآثر عالمگیری (فارسی) ص ۵۲۹۔۵۳۰۔

کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے مختصر حالات درج ذیل ہیں:

قاضی نصیر الدین بن قاضی سراج محمد حنفی برہان پوری، فقہ، حدیث اور علوم عربیہ کے ممتاز علما میں سے تھے۔ ان کے زمانے میں کوئی شخص ان سے زیادہ عالم رجال وحدیث، متبع کتاب وسنت صادق القول اور خوش اخلاق وبلند کردار نہ تھا۔ اپنے والد (قاضی سراج محمد) اور شیخ عثمان بن عیسیٰ سندھی سے تحصیل علم کی اور طویل عرصہ اپنے شیخ عثمان سے منسلک رہے۔ یہاں تک کہ علوم میں اس درجہ پختگی اور گہرائی حاصل کی کہ تمام معاصرین پر فوقیت لے گئے۔ اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک مرتبہ ایک بحث میں علامہ شکراللہ شیرازی کو خاموش کرا دیا تھا۔

قاضی نصیر الدین اہل علم کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے، جو حدیث کو قیاس مجتہد پر ترجیح دیتے اور فرمان رسولؐ کے مقابلے میں قیاس سے انکار کرتے ہیں۔ فرمایا کرتے، حدیث "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" موضوع ہے۔ اسی بنا پر ان کے خسر شیخ علم اللہ بیجاپوری نے انھیں کافر قرار دے دیا تھا اور ان پر قتل کر دینے اور آگ میں جلا دینے کا فتویٰ لگا دیا تھا۔ اس فتویٰ پر عملدرآمد کرانے کی غرض سے شیخ علم اللہ بیجاپوری نے ایک محضر تیار کیا جس پر تمام علما سے مہریں ثبت کرائیں۔ صرف شیخ فضل اللہ برہان پوری اور شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی نے اس محضر کی تصویب و تصدیق سے انکار کیا۔ اس موقع پر عبدالرحیم بن بیرم خاں (یعنی خان خاناں) نے قاضی نصیر الدین کی مدد کی۔

ان علما نے معاملہ شاہ ہند (جہانگیر) کے سامنے پیش کیا۔ اس نے ان دونوں (شیخ فضل اللہ برہان پوری اور شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی) کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم جاری کیا۔ اس کے بعد شیخ علم اللہ بیجاپور چلے گئے اور ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری سے وابستگی اختیار کر لی۔ قاضی نصیر الدین نے سفر حجاز کا ارادہ کیا۔ عبدالرحیم خان خاناں نے ان کا سامان سفر تیار کیا اور ان کو سفری سہولتیں بہم پہنچائیں، وہ حرمین شریفین میں پانچ سال مقیم رہنے کے بعد ہندوستان واپس آئے۔ واپسی پر انگریزوں کی گرفت میں آگئے۔ کچھ عرصہ ان کے قبضے میں رہے۔ بعد ازاں انھیں چھوڑ دیا، اور وہ ۱۰۲۴ھ میں بندرگاہ دابل میں داخل ہوئے، جو عادل شاہ کے زیرنگیں

تھی- عادل شاہ نے یہاں سے تین میل کی مسافت پر ان کا استقبال کیا اور انھیں دارالامارت میں لایا- جب جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ نے ان کی حجاز سے واپسی کی خبر سنی تو انھیں اپنے دارالحکومت میں تشریف لانے کی دعوت دی اور تاکید کی کہ ضرور قدم رنجہ فرمائیں لیکن وہ برہان پور آکر اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلیں گے- جہانگیر کا بیٹا خرم یعنی شاہجہان، برہان پور آیا تو انھیں وہاں سے آگرہ بھیجا- جہانگیر نے ان کا بہت احترام کیا- ایک طویل عرصہ کے بعد اس نے انھیں برہان پور واپس جانے کی اجازت دی- وہاں آکر وہ گوشہ نشین ہو گئے ان کی وفات ۱۰۳۱ھ میں ہوئی جیسا کہ "مآثر رحیمی" میں مذکور ہے [۱]-

تذکرہ علمائے ہند میں الفاظ کی کمی بیشی سے ان کے حالات مرقوم ہیں- مثلاً لکھا ہے کہ قاضی نصیر الدین برہان پوری نے حرمین شریفین اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے فارغ ہو کر پانچ سال کے بعد قصدِ وطن کیا تو ان کا جہاز فرنگیوں کے تسلط میں آگیا- فرنگیوں سے ان کی گفتگو ہوئی تو وہ ان کے کمالات سن کر بڑے متاثر ہوئے اور اپنے حاکم کے پاس لے گئے، لیکن قاضی نصیر الدین وہ آداب بجا نہ لاتے جن کا حاکم کے سامنے بجا لانا ضروری تھا- ان لوگوں نے آداب بجا نہ لانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا، جو آداب تم نے اپنے ذمہ ضروری قرار دے رکھے ہیں، ہم ان کی پابندی نہیں کر سکتے-

آگے چل کر لکھا ہے: جہانگیر نے ان کی باتیں سنیں تو فرمان طلبی بھیجا اور حکیم خوشحال ولد حکیم ہمام کو تاکید کی کہ انھیں بہر حال روانہ کر دیا جائے- وہ طوعاً و کرہاً بیجاپور سے اپنے وطن برہان پور پہنچے اور گھر سے باہر نہ نکلنے کا ارادہ کر لیا- اس زمانے میں شاہجہان دکن کی صوبہ داری پر مامور تھا- وہ برہان پور آیا اور قاضی نصیر الدین کو طلب کیا- پہلے تو انھوں نے حاضری سے احتراز کیا، آخر شہزادہ شاہجہان کے پاس آئے مگر آداب شاہی بجا نہ لائے- شہزادے نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور کہا:

قاضی نصیر الدین ہم آپ سے ملنے کے لیے بہت بیتاب تھے اور آپ کی زیارت کے از حد مشتاق-!

قاضی صاحب نے کہا، کس لیے ؟

---

[۱] نزہۃ الخواطر جلد ۵، ص ۲۱۷، ۴۱۸-

کہا، آپ کے کمالات سُن کر۔

قاضی صاحب نے جواب دیا - اب مجھ میں وہ کیفیت باقی نہیں رہی -

اس گفتگو سے اگرچہ مجلس میں کچھ ناخوشگواری کے آثار پیدا ہوئے، تاہم اس نے قاضی نصیرالدین کو مجبور کر کے اپنے باپ جہانگیر کے پاس آگرہ بھیج دیا۔ وہاں پہنچے تو بادشاہ کی سواری باغ سے شاہی محل کی طرف جا رہی تھی۔ راستے میں ملاقات ہوئی اور تسلیمات بجالانے کا ارادہ کیا۔ مگر بادشاہ نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کر بغل میں لے لیا۔ چند روز بعد برہان پور جانے کی اجازت مل گئی اور بقیہ عمر اللہ کی یاد میں بسر کر دی [۱] (باقی آئندہ)

---

[۱] تذکرہ علمائے ہند (فارسی) ص ۲۳۸، ۲۳۹ - (اردو ترجمہ میں تاریخ برہان پور (ص ۱۵۳، ۱۵۴) کا حوالہ بھی دیا ہے۔ ملاحظہ ہو، تذکرہ علمائے ہند اردو ترجمہ ص ۵۲۱)

اسلامی جمہوریت

(مولانا رئیس احمد جعفری)

درحقیقت جمہوریت ہے کیا؟ اس کی تعریف کیا ہے؟ اس کے حدود و خصائص کیا ہیں ——؟ اس کا تحفظ کس طرح کیا جاتا ہے اور یہ کہ "سلطانی جمہور" واقعی ایک بامعنی لفظ ہے بھی یا نہیں؟ اسلام نے جس جمہوریت کا خاکہ پیش کیا ہے اور جس جمہوریت سے دنیا کو روشناس کرایا ہے اور جس طرح اسے برت کر اس کا ایک نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے، اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل منفرد اور یکتا ہے اس کتاب میں بسط و تفصیل، صحت و استناد اور کتاب و سنت کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کی وضاحت کی گئی ہے - وہ جمہوریت جو حقیقی اور خالص ہے -

صفحات: ۴۲۸ قیمت: ۹ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور